بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کا خصوصی شمارہ

جلد نمبر:۱ شمارہ نمبر:۸

یوم جمہوریہ نمبر

زیر سرپرستی: حضرت مولانا مفتی اشفاق احمد اعظمی

زیر نگرانی: مولانا محمد انظر اعظمی
8808313177

ایڈیٹر: محمد افضل اعظمی
7266057179

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

اداریہ

بقلم: محمد انظر اعظمی

۲۶ر جنوری ۲۰۱۹ آزاد ہندوستان میں جمہوریت کے نفاذ کا ۷۰ر واں سال ہے کیونکہ آج سے ۷۰ر سال قبل اسی دن ہندوستان میں برطانوی ایکٹ کو ختم کر کے جمہوریت کا نفاذ کر کے پہلا یوم جمہوریہ منایا گیا تھا اور اس وقت سے ہر سال ہندوستان کا ہر شہری اس دن کو یوم جمہوریہ کے طور پر مناتا ہے اور اس دن خوشیاں بھی مناتا ہے، اپنا قومی پرچم ترنگا لہراتا ہے، آزادی کا گیت گاتا ہے لیکن یہ خوشیاں منانے والے لوگ وہ ہیں جنہیں ہندوستان جیسا آزاد جمہوری ملک گلدستہ کی شکل میں ملا، انہیں نا اپنے بڑوں کی قربانیوں کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی وہ ان کی عظیم خدمات سے واقفیت رکھتے ہیں، اور نہ ہی انکے اندر یہ فکر ہوتی ہے کہ ہمارا یہ ملک جمہوری کیوں بنا؟ جمہوریت کا مطلب کیا ہوتا؟ کیا واقعتاً آزاد ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے وہ جمہوری نظام باقی ہے، جس کو آج سے ۷۰ر سال قبل مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ جیسے مسلم قوم کے رہنماؤں نے دستور ساز کونسل کے رکن بن کر تیار کیا تھا۔

قارئین کرام: افسوس صد افسوس آج تو ہمارے سامنے تاریخ پیش کی جاتی ہے ملک کو آزادی دلانے والے ناموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، ہندوستان کو جمہوری ملک بنانے والوں کو شمار کرایا جاتا ہے لیکن آج کی پیش ہونے والی تاریخ حقیقت سے بدلی ہوئی ہوتی ہے آج اسکولوں، کالجوں، میڈیا وغیرہ میں سب کا تذکرہ تو ہوتا ہے لیکن ان لوگوں کو دور رکھا جاتا ہے جو اس ملک کو آزادی دلانے کے لئے خواب گراں میں مست لوگوں کو جھنجھوڑ کر آزادی کی راہ کا راہ رو بنایا، برطانوی استعمار کے مقابلے میں جنھوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، پھانسی کے پھندوں کو چوما اور سینوں پر گولیاں کھا کر شہیدان قوم وملت کی فہرست میں اپنا نام سنہرے حروف سے نقش کرایا لیکن افسوس کہ آج انہیں تاریخ سے مٹایا جا رہا ہے، انکے ناموں کا تذکرہ کرنے پر عاریت محسوس کیجا رہی ہے، بچوں کو انکی زندگی اور ملک کے لئے ان کی خدمات کو بتانے میں شرم محسوس کی جانے لگی ہے۔

قارئین کرام: آج ضرورت ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو صحیح تاریخ سے روشناس کرائیں اور انہیں بتائیں کہ تحریک آزادی سے لیکر برطانوی اقتدار واستعمار کی بیخ کنی اور مذہبی اقدار کی حفاظت میں مسلم علماء ہی کا کردار ہے، ہاں آج ضرورت ہے کہ ہم لوگوں کو بتائیں کہ آزادی کے بعد علماء بالخصوص مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ نے (جو دونوں ہندوستان کی دستور ساز کونسل کے رکن رکین تھے) ہندوستان کا دستور بنانے میں اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کا دستور ایسا بنے جس میں یہاں کے ہر باشندے کو یکساں حیثیت ملے اور مکمل مذہبی آزادی عطا کیجائے۔ چنانچہ انہیں علماء کی کوششوں سے کامیابی ملی اور کانگریس میں علماء کے اثر ورسوخ سے یہ بڑا فائدہ مسلمانوں کو پہونچا کہ پاکستان بن جانے کے باوجود دستوری اعتبار سے ان کے حقوق میں کمی نہیں کی گئی یہ الگ بات ہے کہ عملی اعتبار سے بہت سی ناانصافیاں ہوئیں اور ہو رہی ہیں آج اگر دیکھا جائے ہندوستان کی موجودہ صورت حال میں تو مسلمانوں کو ان کے حقوق ہی سے محروم کیا جا رہا ہے، آج انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت کو چھیننے کی کوشش کی جا رہی ہے، ان کے دین وشریعت میں دخل اندازی کیجا رہی ہے۔ ان کے خلاف سازشیں رچی جا رہی ہیں، کھلم کھلا جمہوریت کا مذاق اڑایا ہے جا رہا ہے اس لئے آج ضرورت ہے کہ ہم اپنی تاریخ کو یاد کریں، اپنے ملک کے دستور اور قانون کو سمجھیں، ہندوستان کے آئین کو لوگوں کو بتائیں اور ہندوستان کی جمہوریت کے تحفظ وبقاء کے لئے ہر طرح سے تیار رہیں۔

قارئین کرام: یوم جمہوریہ کے موقع پر طلبہ بزم شبلی قاسمی کمپیوٹر انہیں باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا شمارہ بعنوان "یوم جموریہ نمبر" آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ ان کے مضامین کو ضرور پڑھیں گے اور ان کی کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کر کے ان کو مزید آگے بڑھانے کے لئے اپنے قیمتی مشوروں سے ضرور نوازیں گے۔

آؤ جشن جمہوریہ منائیں

بقلم: محمد افضل اعظمی

قارئین کرام: ہندوستان کی تاریخ میں دو دن انتہائی اہمیت رکھتے ہیں ایک ۱۵/ اگست جس دن ہندوستان آزاد ہوا تھا اور دوسرا ۲۶/ جنوری جس دن ہندوستان کے آئین کا نفاذ ہوا ہندوستان کا آئین ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی صدارت میں ہندوستانیوں نے آپسی مشورہ سے بنایا ایک ایسے جمہوری آئین کا نفاذ ہوا جس میں لکھا گیا کہ ہندوستان میں بسنے والے ہر شہری کو یکساں حقوق ملے گے ہر مذہب والے کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہوگی ہر شہری کو آزادی رائے حاصل ہوگی ذات برادری کے نام پر کسی کو حقوق سے محروم نہیں کیا جائے گا ۲۶/ جنوری ۱۹۵۰ء کو یہ آئین نافذ کیا گیا تب سے ۲۶/ جنوری کو ایک یادگار دن کے طور پر منایا جاتا ہے اس دن کو قومی دن قرار دیا گیا اس دن پورے ہندوستان میں عمدہ عمدہ تقریبات منعقد کی جاتی ہیں جس میں ملکی اور غیر ملکی شخصیات حصہ لیتی ہیں

قارئین کرام

آج وطن عزیز ہندوستان جسے ہم وطنوں نے قدم قدم سے ملا کر مسلسل جدو جہد کے بعد آزاد کرایا اور آئین بھی بنایا تا کہ وطن عزیز ہندوستان میں رہنے والا ہر شہری سکون سے زندگی گزار سکے اور اسے اسکا حقوق دیا جائے لیکن آج وطن عزیز ہندوستان ایک نازک دور سے گزر رہا ہے ہندوستان کی موجودہ صورت حال کسی بھی شخص سے پوشیدہ نہیں ہے وطن عزیز کی حالت ناگفتہ بہ ہے ہندوستان کی جمہوریت کو ختم کیا جارہا ہے ذات پات کی سیاست کی جارہی ہے ایسے وقت میں ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ خود جمہوریت سے آشنا ہوا سکے بعد لوگوں کو جمہوریت کے بارے میں بتائے جمہوریت کے تئیں لوگوں کو بیدار کرے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک جمہوریت کو پہچائے

قارئین کرام

۲۶/ جنوری یہ ہمارا قومی دن ہے اس دن جمہوریت کو یاد کرنا چاہئے ۲۶/ جنوری کے دن گاؤں، شہر، اسکول، کالج، سرکاری اور غیر سرکاری جگہوں میں تقریبات منعقد کرنی چاہئے تا کہ لوگوں کو جمہوریت کے تئیں بیدار کیا جائے لوگوں کو بتایا جائے کہ جمہوریت کیا ہے ہندوستان کا آئین ہمیں کیا حقوق دیتا ہے، جمہوریت کے کیا فائدے ہیں آج وطن عزیز میں جمہوریت کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے ملک میں جمہوریت کو ختم کیا جارہا ہے اس دن لوگوں کو بتایا جائے کہ آئین کی بقاء کے لئے ہماری کیا ذمہ داری ہے ہمیں اس دن اپنے اکابرو اسلاف کی قربانیوں کو یاد کرنا چاہئے اور انکے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور لوگوں کو انکے بارے میں بتانا چاہئے اسلئے ۲۶ جنوری کے دن تمام ہم وطنوں سے گزارش کرتا ہوں کہ بلا تفریق مذہب وملت آپس میں مل جل کر جشن جمہوریہ منائیں اور آپسی بھائی چارے کی مثال دیں اور جمہوریت سے کھلواڑ کرنے والوں کو ایک سبق دیں انھیں بتائیں کہ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اس میں تمام مذاہب کے ماننے والے زندگی بسر کرتے ہیں

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

کیا ہندوستان کی جمہوریت کو خطرہ ہے؟

بقلم: سیف اسلام اعظمی

قارئین جمہوریت ایک ایسے طرز عمل کو کہتے ہیں جس میں عوام کی حکومت ہو اور عوام اس طرز حکومت میں بلا خوف وخطر مکمل آزادی، بلا ذات ومذہب کی تفریق کے آزادی سے زندگی بسر کریں اور عوام کو اس حکومت میں اپنی شریعت پر عمل کرنے کی مکمل اجازت ہو۔

ہمارا ملک ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ کو ہمارے ملک کے آئین کا نفاذ کیا گیا اور ہندوستان ایک خود مختار ملک اور مکمل طور پر ریپبلکن یونٹ بن گیا اور اسی دن باضابطہ ملک کے نئے دستور کے طور پر نافذ العمل قرار دیا گیا جو انتہائی جامع ،متوازن منصفانہ اور ہر لحاظ سے نہایت ہی شاندار اور بہترین دستور ہے جن میں سات حقوق بطور خاص ذکر ہیں۔

(۱) حق مساوات (۲) حق آزادی رائے (۳) استیصال سے حفاظت کا حق (۴) تعلیمی اور ثقافتی حقوق (۵) جانبدارانہ حقوق (۶) دستوری معاملات کے محافظت کے حقوق (۷) مذہبی آزادی کا حق گویا اس میں سماجی ،معاشی اور سیاسی تمام حقوق شامل ہیں۔

لیکن افسوس کہ موجودہ وقت میں ملک کی صورت حال انتہائی ناگفتہ بہ ہے ملک کی سماجی وسیاسی صورت حال دن بہ دن خطرناک ہوتی چلی جارہی ہے ہندوا تنظیمیں اور برسر اقتدار فرقہ پرست طاقتیں ہمارے ملک کے عوام کے درمیان ترقی پسند جمہوری خیالات کو نقصان پہنچا رہے ہیں ملک کئی تبدیلیوں اور بحران کے دور سے گزر رہا ہے فرقہ وارانہ منافرت اور گائے کے تحفظ کے نام پر ملک کے مختلف حصوں میں مسلمانوں پر لگاتار حملے ہورہے ہیں فسطائی طاقتیں اب یکساں سول کوڈ کے نام پر فرقہ وارانہ تنازعات پیدا کرنے کیلئے نئی نئی چالیں چل رہی ہیں ملک میں قانون کی حکمرانی نہیں بلکہ غنڈہ گردی اور پیشہ ور مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے قانون کو ہاتھ میں لیکر مذہب کے نام پر خوف اور تشدد کا ماحول پیدا کررہے ہیں ملک کو اس کے سیکولرزم اور جمہوریت کی راہ اور ڈگر سے ہٹا کر ہندو راشٹر بنانے کا خواب دیکھا جارہا ہے مسلمانوں کو اقلیت میں سمجھ کر انھیں کمزور کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں لوجہاد جیسے نامناسب اصطلاحات کو ایجاد کر کے اس کے گھیرے میں مسلمانوں کو لاکر مارا پیٹا اور موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے اسی طرح سے تین طلاق جو کہ خالص مذہبی معاملہ ہے حکومت اسکے خلاف بل لارہی ہے جو کہ ہندوستانی آئین میں دفع ۲۵ کے تحت عطا کردہ مذہبی آزادی کے خلاف ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو موجودہ حکومت کے لیے ہندوستان میں بے روزگاری، مہنگائی، تعلیمی کمزوری اور اقتصادی، بحران جیسے اہم مسائل کا حل اس سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

اسی طرح سے تقسیم ہند کا مکمل ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھرایا جارہا ہے موجودہ وقت میں سیاسی کارکنان محض اپنی روٹی بوٹی تک رہ گئے ہیں نہ انھیں ملک کی صورت حال سے کچھ بیداری ہے نہ اس سے کچھ لینا دینا ہے۔ جمہوریت کو اگر سب سے زیادہ کسی چیز سے نقصان پہنچا ہے تو وہ ہے سیاست اپنے ذاتی مفاد کیلئے مذہب کے نام پر لوگوں کو لڑایا جارہا ہے اور موجودہ کچھ سالوں میں اگر آپ دھیان دیں تو آپ کو احساس ہوگا کہ ملک میں صرف ہندو مسلم کی سیاست کی جارہی ہے اور جمہوریت کو پامال کیا جارہا ہے اور جس طرح سے کچھ فرقہ پرست لوگوں نے اس کی طرف توجہ کی اور ایسی خطرناک تنظیم کو بڑھاوا دیا اس کا خمیازہ آج جمہوریت کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

موجودہ حکومت نے اپنی مدت کے تقریبا پانچ سال پورے کر لیے ہیں اور اب کچھ ہی ماہ میں عام انتخابات کا بگل بجنے والا ہے ان پانچ سالوں میں جن لوگوں نے ظلم وستم کی سیاہ رات کاٹی ہے انھیں چاہئے کہ اب آگے سے اپنی بیداری کا ثبوت دیں اور ایسی حکومت کو اقتدار میں لائیں جو مذہب اور ذات پات سے ہٹ کر خالص جمہوریت کی سیاست کرے۔

ہندوستانی آئین کی اس خوبی سے سبھی لوگ واقف ہیں کہ یہ ملک ہر شہری کو اپنی بات کہنے اور اپنی بات رکھنے کا پورا پورا حق دیتا ہے اور بلا تفریق مذہب و ملت اس بات کی آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوں اور اس کی تبلیغ اور نشر و اشاعت بھی کریں لیکن گزشتہ کچھ سالوں میں جس طرح سے جمہوریت کا مذاق بنایا گیا ہے وہ ہر کس و ناکس کے سامنے ہے آج اگر کوئی بھی اپنی بات رکھنا چاہے تو اس کو ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا جاتا ہے جو کہ جمہوریت کے سراسر خلاف ہے آج نہ کسی کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے نہ شریعت پہ عمل کرنے کی معاملہ یہاں تک ہے کہ نہ چین سے جینے کی اجازت ہے نہ مرنے کی تو آپ ہی بتائیے کہ کیا ہندوستان کی جمہوریت کو خطرہ نہیں ہے۔

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

﴿یوم جمہوریہ اور ہماری ذمہ داری﴾

بقلم: عبدالعظیم اعظمی

۲۶ جنوری کو یوم جمہوریہ اسلیئے کہا جاتا ہے کہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء ہی کو ہمارے ملک ہندوستان میں جمہوری نظام قائم کیا گیا جسکی خوشی ہم تقریباً ستر سال سے مناتے چلے آرہے ہیں اس دن ہندوستان کے تمام چھوٹے بڑے مدارس ومکاتب، کالجز اور یونیورسٹیوں میں یوم جمہوریہ کی مناسبت سے مختلف قسم کے پروگرام کا انعقاد کیا جاتا ہے اور ان پروگراموں میں ہمارے ملک کے آئین اور مجاہدین آزادی کی قربانیوں پر ایک روایتی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ بچوں کے درمیان شیرینی تقسیم کردی جاتی ہے اور مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو یاد کر کے کچھ ترانے اور نظمیں پڑھ لی جاتی ہیں۔

آج ملک کے حالات نہایت خراب اور ناگفتہ بہ ہیں۔ آئے دن ہندوستان جیسے جمہوری ملک کو "ہندوراشٹر" میں بدلنے کی سازش اور کوشش بڑھتی جارہی ہے۔ ایسے حالات میں ہمیں چاہیے کہ ہم صرف روایتی خوشی نہ منائیں بلکہ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ہندوستان کی عوام تک یہ پیغام پہنچادیں کہ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے یہاں پر ہر مذہب کا احترام کیا جائے گا ہر مذہب کو اپنے پیغامات کی اشاعت کا حق دیا جائے گا۔ چاہے کوئی ہندو ہو یا مسلم، سکھ ہو یا عیسائی ہر کوئی شہری ہونے کے ناتے بھائی بھائی ہے۔

۲۶ جنوری کا دن ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ جمہوریت کو فروغ دیں اور باہمی افتراق وانتشار کو ختم کریں اور اپنے ملک کی ترقی کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں ہر شہری کو اس کا حق دیں، مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو یاد کر کے ان جیسا بننے کی کوشش کریں، زیادہ سے زیادہ تعلیم کو فروغ دیں، ہمارے ملک میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن حالات سے دوچار ہونے کی وجہ سے استطاعت نہیں رکھتے ہم ایسے لوگوں کو تعلیم دلانا اپنا فرض سمجھیں۔

آج ہمارے ملک میں جو افتراق وانتشار ہے وہ تعلیم کی دوری کی وجہ سے ہے کیونکہ جس کے اندر صحیح تعلیم وتربیت ہوگی وہ کبھی بھی ملک کا غدار نہیں ہوسکتا۔

ہم یہ کوشش کریں کہ ہندوستان کا ہر فرد اپنی اپنی قوت وبازو پر کھڑا ہو اور یہ عزم لیکر اٹھے کہ اس ملک میں جمہوریت کو فروغ دینا ہے اپنے ملک سے انتشار وافتراق کو ختم کرنا ہے اس کام میں اگر حکومت ساتھ نہیں دے رہی ہے تو نہ دے، ہم خود اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھیں۔

علامہ اقبالؒ اپنے اشعار میں کہتے ہیں۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

ہندوستان کی موجودہ صورت حال اور جمہوریت

بقلم: عبدالرازق اعظمی

ہمارا ملک ہندوستان ایک آزاد اور جمہوری ملک ہے، اس ملک کو ہمارے اکابرین نے بڑی جدو جہد اور قربانیوں کے بعد ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد کرایا، اور آزادی کے تقریباً ڈھائی سال بعد ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء کو اس ملک میں جمہوری نظام کو نافذ کیا گیا، اور ہمارا وطن عزیز ایک جمہوری ملک بن گیا، اور اسی دن سے ہمارے ملک میں یہ دن جشن کے طور پر منایا جانے لگا۔

آئین ہند نے یہاں کے شہریوں کو خود اپنی حکومت منتخب کرنے کے لئے خود مختار بنایا ہے، اور ہندوستانی عوام کو سرچشمہ اقتدار و اختیار مانا ہے، دستور نے پارلیمانی طرز کی جمہوریت کے سامنے کابینہ کو اپنے فیصلے، قانون سازی اور اپنی پالیسی کے لئے جوابدہ بنایا ہے، اور تمام باشندے بلا تفریق مذہب وملت ایک مشترکہ جمہوریت میں ہار کے موتی کی طرح پرو دیئے گئے ہیں، اس میں مذہب کی اہمیت کا بھی اعتراف کیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہیکہ یہ ملک مذہب کی بنیاد پر حکومت نہیں کریگا اس لئے دستور کی ۴۲ ویں ترمیم کی رو سے اسے سیکولر اسٹیٹ کہا گیا ہے، جہاں ہر مذہب کا احترام ہوگا، اور مذہب کی بنیاد پر کسی شہری کو شہریت کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا، اور ہر شہری کو ملکی خدمات سے متمتع ہونے اور فائدہ اٹھانے کا پورا حق حاصل ہوگا، اقلیتوں کو بھی دستور میں انکا حق دیا گیا ہے اور یہاں کے ہر باشندے کو چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اپنے علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کرنے اور اپنے مذہب کی اشاعت کرنے سے روکا نہیں جاسکتا۔

لیکن آج ملک کی موجودہ صورت حال ماضی سے بھی زیادہ تابناک ہوتی چلی جارہی ہے اس ملک کی سیکولر پارٹیاں اور کچھ تعصب پسند اور فرقہ پرست لوگ جو اس جنت نشاں وطن عزیز کو ایک بار پھر غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں اور اس ملک کی جمہوریت کو درہم برہم کرنے اور قانون کو چکنا چور کرنے کی جدو جہد میں لگے ہوئے ہیں۔

اس ملک کے باشندے جنہیں اپنے مذاہب پر عمل کرنے کی اور تبلیغ واشاعت کرنے کی بھرپور آزادی حاصل ہے اسے بھی ختم کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں، خصوصاً مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، کہیں مسلمانوں کو اس ملک سے بھگانے کی باتیں کی جارہی ہیں تو کہیں مسلمانوں پر فرقہ پرستی اور دہشت گردی کا الزام تراشا جارہا ہے، یکساں سول کوڈ کے نام پر مسلمانوں کو پریشان کیا جارہا ہے، مسلمانوں کے مذہب وشریعت میں بھی مداخلت کی جارہی ہے اور اس کو تحریف کرنے کی آوازیں بلند ہورہی ہیں، تو کہیں طلاق ثلاثہ کے نام پر مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو پاش پاش کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو منہدم کیا جارہا ہے اور تعلیمی اداروں کو قفل بند کیا جارہا ہے، کیا یہی جمہوریت ہے؟ کیا ملک کا آئین اس کی اجازت دینے پر راضی ہے؟ نہیں اور ہزار بار نہیں...........

Republic Day & Our Responsibilities

written by Abdurraziq Azmi

This is a day for all of us to celebrate and honor our nation and our sovereignty. This is a day to remember with gratitude the enormous efforts and sacrifices of millions of freedom fighters whose blood and sweat gave us independence and creates our Republic Day.

It is on this day that the constitution of India came into effort. The constitution of India took 2 years, 11 months, and 18 days to get drafted. On 26 Jan. 1950 the adoption of the constitution of India took place by the people. It is on this day, the country was transited as becoming the independent republic.

The importance of Republic Day of India goes well beyond the act that it is one of the three national holidays of the country. It is the day which marks the adoption of the constitution of India by the people. The pledge in the preamble to our constitution talks of India as a sovereign socialist, secular, democratic republic". Republic Day reminds us of the elevated values enshrined in this sacred document that we call our constitution.

The Republic Day is a day of national pride. The grand display of millions pride serves as a reminder that the security of our territorial sovereignty comes at the cost of many sacrifices.

Each year we look forward to our Republic Day with great excitement and enthusiasm. The arrival of president, the unfurling the flag, the 21 gun salute, the marching regiments, the state tableaus, the performance by school children each of these leaves as full of pride, each of these lends meaning to our Republic Day. There is however much more to the Republic Day celebrate. The present's visit to the Amar Jawan Jyoti , at the start of the day is homage to all those who sacrifice their lives at the altar of patriots. The gallantry awards awarded on this day are meant to teach us the value of courage and velour. The heads of 10 South East Asian countries – Brunei Cambodia, Indonesia, Laos, Malaysia, Myanmar, Philippines, Singapore, Thailand and Vietnam are set to attend the Republic Day celebration as Chief Guest.

In the end, we pray to God that God may our nation may be vast but we ae its building blocks and our Republic Day bricks with it a reminder to strengthen ourselves.

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

آؤ ملک میں جمہوریت کی بات کریں

بقلم: محمد فرقان اعظمی

ملک عزیز ہندوستان کی تاریخ میں دو دن انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ایک ۱۵ اگست،دوسرے ۲۶ جنوری، ایک طرف جہاں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ملک انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا اور آزادی کی شہزادی نے ملک عزیز کو اپنی بانہوں کا ہار بنایا،وہیں دوسری طرف ۱۹۵۰ء میں ہندوستان نے انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوکر جمہوری دنیا میں قدم رکھا یعنی اپنے ملک میں اپنے لوگوں پر اپنا قانون نافذ ہوا،آزاد ہندوستان کا اپنا قانون بنانے کے لئے ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی قیادت میں ۲۹ اگست ۱۹۴۷ء سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کو ملک کا موجودہ دستور مرتب کرنے میں دو سال گیارہ ماہ اٹھارہ دن لگے،دستور ساز اسمبلی کے مختلف اجلاس میں اس نئے دستور کے ہر ایک جزء پر کھلی بحث ہوئی اور ہر خامی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی اس کے بعد ۲۶ جنوری ۱۹۴۹ء باہمی رضامندی سے اسے قبول کرلیا گیا اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۰ء کو ایک مختصر اجلاس میں تمام ارکان نے نئے دستور رہنمائی پر دستخط کردیا البتہ مولانا حسرت موہانی نے اسکی مخالفت کرتے ہوئے دستور کے ڈرافٹ پر ایک نوٹ لکھا کہ یہ دستور برطانوی دستور ہی کا اجراء اور توسیع ہے۔جس سے آزاد ہند کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔خیر اس وقت اس بات سے صرف نظر کی جمہوریت اور اسلامی طرز کن کن کمیوں اور اچھائیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے،بات کو صرف جمہوریت اور اسکے ارد گرد ہی سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔بہر حال ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو اس نئے قانون کو نافذ کرکے پہلا یوم جمہوریہ منایا گیا،اس طرح ہر سال ۲۶ جنوری یوم جمہوریہ کے طور پر پورے جوش وخروش کے ساتھ منایا جانے لگا۔یوم جمہوریہ کا وجود ۱۹۴۷ء کے وجود سے ہے اور ۱۹۴۷ء کا وجود مرہون منت ہے،اس پوری ایک تاریخ جس کے چپہ چپہ پر ہمارے اپنوں کی قربانیاں پر پھیلائے ہوئے ہے جس کی ایک ایک تحریر ہمارے بزرگوں کے خون جگر سے عبارت ہے۔جمہوریت (Democracy) یونانی لفظوں Demos اور Cratea سے مرکب ہے اس کے معنی بالترتیب عوام اور طاقت کے ہیں گویا جمہوریت اس نظام حکومت کو کہتے ہیں جس میں اقتدار یا قوت عوام کے ہاتھوں میں ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں عوام ہی فرماں روا ہوتے ہیں۔ارسطو نے جمہوریت کی تعریف میں کچھ یوں لکھا ہے کہ اس میں ارباب حل وعقد (Magist rates) کے انتخاب میں افراد کی کثیر تعداد شریک ہوتی ہے اور ان میں غریب بھی ہوتے ہیں اور اس کے برخلاف مطلق العنان حکومت میں،صرف امراء حکومت کرتے ہیں اور یہ تعداد چند افراد تک محدود ہوتی ہے جمہوریت کی سب سے عمدہ تعریف دیکھی جائے تو جو ابراہم لنکن نے کی ہے (Government of People for the People) یعنی حکومت عوام کے ذریعہ اور بعض اصحاب علم کی رائے میں یہ تعریف محض جمہوریت کے ایک پہلو کی وضاحت ہے نزدیک جمہوریت ایک فلسفہ ہے اور اس لحاظ سے اسکی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ یہ حضرت انسان (Human Personality) کا احترام ہے اور اس احترام کا حق دار سماج کا ایک ایک فرد ہے اس احترام میں ذات برادری،غربت مالداری اور سماجی حیثیت وقعت نہیں رکھتی ہے۔عوامی حکومت،مساوات اور انفرادی آزادی یہ عناصر ثلاثہ جمہوریت کی پر شکوہ عمارت کے عمائد اساسی ہے انہیں عناصر ثلاثہ سے مل جمہوریت کا وجود مکمل ہوتا ہے اگر ایک بھی عنصر غائب ہوا تو نہ یہ جمہوریت کا حسن جاتا رہے گا بلکہ آمریت اور ملوکیت کی اجارہ داری ہوجائے گی جو کہ جمہوریت کی روح کے لئے سم قاتل ہے۔ایک بات اور جو قابل غور ہے وہ یہ کہ جمہوریت ہر وہ نظام حکومت کو مسترد کرتی ہے جو اسکی اساسی بنیادوں سے ہٹی ہوئی ہے اور وطن عزیز میں موجودہ قانون کے مطابق جو نظام بھی جمہوریت کے منافی ہے ملک غداری کے زمرے میں آئے گا موجودہ دور حکومت کے کارکنان اور حواریین جس طور سے کھلم کھلا ہندوتوا کا پرچہ اور اسے ملک پر تھوپنا چاہ رہے ہیں وہ بھی ملک غداری کی فہرست میں شامل ہے اس لئے کہ ہندوتوا خود اپنے آپ میں ایک الگ نظام ہے جو جمہوریت کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے لیکن نامعلوم جمہوریت کا چوتھا ستون میڈیا اس پر بات کرنے میں راہ فرار اختیار کرتا ہے۔آج موجودہ حکومت کے طریقہ کار پر بھی نگاہ ڈالیں جو جمہوری عناصر (عوامی حکومت مساوات اور انفردی آزادی کا فقدان واضح طور پر نظر آئیگا عوامی حکومت کی بات کی جائے اور حکومت کے پچھلے کارناموں پر نگاہ ڈالی جائے تو دور دور تک حکومت اور عوام کا ربط نظر نہیں آتا مہنگائی بیجا ٹیکس اور نوٹ بندی جیسے معاملات کو مذہبی جنون کے پیچھے چھپایا جارہا ہے مساوات سب کا ساتھ سب کا وکاس جیسے کھوکھلے نعرے آپ کو برسوں سے سنائی تو دے رہے ہیں انفرادی آزادی تو کچھ خاص لوگوں کے ہاتھوں یرغمال بنالی گئی ہے اور اسے مذہبی آزادی اور گائے کی حفاظت کا نام دے کر انسانی جانوں کو تلف کرنے آلہ بنایا جارہا ہے ابتداء یہ واقعات مسلمانوں کے ساتھ پیش آتے رہے اور جمہوری اقتدار پر ناگ بن کر بیٹھے لوگوں کو حکومت سے تعلق رکھنے والے اور قانون نافذ کرنے والے کچھ افراد کی پشت پناہی حاصل رہی نتیجتاً دودھ پلانے والے بھی آج اس سانپ کے گزیدہ ہوکر انگشت بدندم ہیں

خیر کہتے ہیں کہ ظلم کی عمر تھوڑی ہوتی ہے ظلم اپنے تمام ظلموں کے ساتھ جلد انجام کو پہنچتا ہے حالیہ پانچ ریاستوں کے الیکشن اور اس کے نتائج نے اس بات کو واضح کردیا ہے کہ ملک کی آبادی کا اکثریتی حصہ آج بھی جمہوریت پسند ہے مالک الملک وطن عزیز کی جمہوری اقتدار کو اس کی تمام شقوں کے ساتھ قائم ودائم رکھے اور اس ملک کی شادابی کو بوموں کی نحوسیت اور خزاں سے محفوظ رکھے (آمین)

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

जम्हूरियत क्या है

लेखक अरमान सरायमीर

इस दिन का महत्त्व ये है कि आज से 70 साल पहले आज ही के दिन मतलब 26 जनवरी 1950 को इस देश का नियम जारी किया गया था इस दिन बर्तानवी कानून को खत्म कर दिया गया जो 1930 से जारी था इसकी जगह हमारा बनाया हुआ संविधान लागू किया गया हर साल आज के दिन दिल्ली सहित पूरे देश मे शानदर कार्यक्रम का आयोजन किया जाता है दिल्ली में राजघाट में ये प्रोग्राम आयोजित होता है जिसमें हिंदुस्तान के राष्ट्रपति उपस्थिति दर्ज करते हैं जिनके के साथ दूसरे मुल्को की बड़ी बड़ी हस्तियां शामिल होती हैं प्रधानमंत्री सहित शासन के सभी मंत्री पार्लियामेंट के सदस्य और दूसरे मुल्कों के कर्मचारी ओर अनगिनत लोग उपस्थित रहते हैं तीनों फौज के ग्रुप राष्ट्रपति को सलामी पेश करते हैं सभी राज्यों की पुरानी चीज़ें राष्ट्रपति के सामने से जाती हैं कई किलोमीटर लंबे रास्ते के दोनों तरफ लोगों की भीड़ फौजी ग्रुप का और बाकियों का सादर मन से तालियां बजा कर स्वागत करते हैं इस मौके पे रंग बिरंगे कार्यक्रम पेश होते हैं अतः ये की ये एक याद रखने वाला कार्यक्रम होता है जिसे हर बार पिछली बार से ज़्यादा आकर्षक बनाने की कोशिश की जाती है हिंदुस्तान के कानून की बुनियाद इंसाफ और बराबरी पे खड़ी है इसकी शुरुआत में कहा गया है कि इस कानून की आत्मा से हिंदुस्तान खुद को आज़ाद एक साथ सभी धर्म को मानने वाला देश बनाता है इसके रास्ते सभी शहर वालों के लिए ख़ानदानी समाज और सियासत इंसाफ के साथ लाया जाएगा सोच बताने की आज़ादी अपने मज़हब को मानने की आज़ादी हर खास आदमी को अदब से नवाजा जाता है और देश की शांति और एकता को बाकी रखा जायेगा लेकिन बड़े दुख की बात है इस क़ानून में फेर बदल की कोशिश की जा रही है इसकी एक मिसाल शाह बानो की है जब मुल्क की सुप्रीम कोर्ट का एक फैसला पार्लियामेंट के रास्ते बदल दिया गया था उस वक़्त राजीव गांधी देश के प्रधानमंत्री थे मगर मुसलमानों को इसकी बड़ी कीमत चुकानी पड़ी थी एक तरफ राजीव गांधी ने पार्लियामेंट के रास्ते अदालती फैसले को बदल दिया दूसरी तरफ नाराज़ हिंदुओं को खुशकरने के लिए बाबरी मस्जिद का ताला खोल दिया इसका अंजाम ये निकला की उस वक़्त कांग्रेस की हुकूमत आ गयी लेकिन बाद में भाजपा को बाबरी मस्जिद पे अपनी सियासत चमकाने के सुनहरा मौका मिल गयाआज भाजपा जो कुछ भी है बाबरी मस्जिद की वजह से ही है इसमें कोई शक नही की हिंदुस्तान दुनिया का सबसे बड़ा आज़ाद मुल्क है लोकतंत्र का मतलब अगर इलेक्शन है तो सचमुच में इस देश का कोई साथी नही उस मुल्क के करोड़ो लोग वोट की ताकत से तैयार हैं और वो अपनी ताकत के माध्यम से किसी भी सियासी पार्टी को हरा जिता सकते हैं लेकिन इलेक्शन से हट कर देखें तो अब लोकतंत्र शब्द बेमोल से दिखता है हमारे बुजुर्गों ने आज़ादी से जम्हूरियत का सफर इस लिए तै किया था कि इस देश में चैन सुकून होगा किसी के साथ ऊंच नीच नही की जाएगी हर व्यक्ति को तरक़्क़ी के मौके एक समान मिलेंगे धर्म के नाम पर खून खराबा नही होगा किसान मजदूर तबक़ा खुश हाल होगा हर बच्चे को शिक्षा का आधार होगा दिल पर हाथ रख के बताएं इनमे से क्या चीज़ हमें प्राप्त है बराबरी, तरक़्क़ी, सुख ,शांति ,खुशी, शिक्षा, नौकरी, इज़्ज़त बचाओ...?

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

جمہوری نظام اور ہمارا وطن

بقلم: محمد مذکر اصلاحی

جمہوریت کا مطلب ہوتا ہے لوگوں کی طاقت یا لوگوں کا اقتدار یعنی ایک ایسا نظام جس میں اقتدار کی باگ ڈور لوگوں کے ہاتھوں میں ہو شاید اسی لئے عوام میں ڈیموکریسی کی یہ عام تعریف بہت مشہور ہے: عوام کی ایسی حکومت جو عوام کی بنائی ہوئی اور عوام کے لئے ہو آبادی کے لحاظ سے ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی پارلمانی غیر مذہبی جمہوریت ہے۔ آج اس وقت کے حالات نہایت خراب اور بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں، یوم جمہوریہ کے موقع پر ملک میں جشن کی پرزور تیاریاں ہوتی ہیں ایسے موقع پر عوام بھی فرحاں وشاداں رہتے ہیں لیکن ہم اس موقع پر بھی غمگین وافسردہ رہتے ہیں کہ جمہوری قانون کے نفاذ کی خوشیاں منائیں یا پھر اس قانون کی اڑائی جارہی دھجیوں پر ماتم کریں۔ اہمیت آئین سے ذرہ برابر بھی انکار نہیں لیکن وجہ کرب تو یہ ہے کہ جس آئین کی رو سے مذہب وملت، ذات پات، علاقہ اور رنگ ونسل کی بنیاد پر بغیر تفریق کے ملک کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے جاتے ہیں آج ہم انکی کوئی پرواہ کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ آج تو ہم یوم نفاذ کی رسمی خوشیوں کی تگ ودو میں ہیں۔ آج ملک بے انصافی، دھاندلی اور جبر کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے اور جور وجبر کے زہریلے ناگ اقتدار اور دولت کی کمین گاہوں میں پرورش پا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جمہوریت کو خطرہ ہے تو پھر جمہوریت کی خاطر یہ اپنے ذاتی مفادات کو کیوں نہیں قربان کر دیتے۔ اگر من میں کھوٹ نہیں ہے تو جو کچھ ان لوگوں نے ذخیرہ کر رکھا ہے اسے سامنے کیوں نہیں کر دیتے اور اسکا اعتراف کریں جمہوریت سے محبت کا تقاضا یہی ہے۔ تقاضا نبھا دیا تو جمہوریت کے نظام کو کبھی کچھ نہیں ہوگا لیکن یہاں تو مسئلہ یہ ہے کہ اپنے مفادات کو بچانے کے چکر میں سب کچھ نظر آتش کر دیتے ہیں آج کل پھر وہی چہرے نئے نئے ہتھ کنڈوں کے ساتھ عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہیں مہا گٹھ بندھن کے نام پر تو کہیں کچھ اور۔ ہم آمریت کی بات تو کرتے ہیں لیکن کیا کبھی کسی جمہوری حکومت نے سیاسی وآئینی اداروں کو مضبوط بنانے کی کوشش کی؟ ملک کی عزت وناموس سے کیے گئے کھلواڑ نے آج دنیا بھر میں ہمارے قومی تشخص کو اتنا حقیر کر دیا ہے کہ سب کچھ مشکوک ومبہم ہو گیا ہے۔ ہم انسانی تاریخ کے سب سے بہترین نظام یعنی جمہوریت کے بارے میں بس اتنا ہی جانتے ہیں کہ اگر حکمراں سول وردی میں ہو تو جمہوریت ہے آج کل جو بھی خطرہ ومسئلہ حکمرانوں کو خوف زدہ کردے تو جمہوریت کا رونا روتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا کبھی ان لوگوں نے حقیقتاً جمہوری نظام کو پنپنے دیا اور اسکے نفاذ کی کوشش کی؟ کبھی سنجیدگی سے اس پر کام کیا؟ بدعنوانی وہی، بدنظمی وہی، مسائل وہی بلکہ اور ناگفتہ بہ کیفیت۔ اگر جمہوریت بچانی ہے تو اس کے تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے ورنہ اک طوفان اٹھے گا اور سب کچھ بہا لے جائیگا۔

یوم جمہوریہ کیا ہے؟

بقلم: ارشاد احمد کلکتہ

اس دن کی اہمیت یہ ہے کہ آج سے ۷۰ سال آج ہی کی تاریخ یعنی ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء اس ملک کا دستور نافذ کیا گیا تھا۔ اس دن وہ برطانوی ایکٹ منسوخ کیا گیا جو ۱۹۳۵ء سے نافذ تھا اور اس کی جگہ خود ہندوستانیوں کا بنایا ہوا دستور نافذ ہوا ہر سال آج کے دن دلی سمیت پورے ملک میں شاندار تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ دہلی میں یہ تقریب راج پتھ پر منعقد کی جاتی ہے جس میں صدر جمہوریہ ہند بہ نفس نفیس شرکت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی غیر ملکی شخصیت بھی مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوتی ہے، وزیر اعظم سمیت حکومت کے تمام وزراء ممبران پارلیمنٹ غیر ملکی سفارت کار اور بے شمار اہم شخصیات اس تقریب میں موجود ہوتی ہیں، تینوں افواج کے منتخب دستے صدر جمہوریہ کو سلامی پیش کرتے ہیں، اور تمام صوبوں کی جھانکیاں صدر کے سامنے سے گزرتی ہیں کئی کلومیٹر لمبے راستے کی دونوں طرف عوام کا جم غفیر کھڑا ہو کر فوجی دستوں کا اور جھانکیوں کا جوش وخروش کے ساتھ تالیاں بجا کر استقبال کرتا ہے، اس موقع پر رنگارنگ ثقافتی پروگرام بھی پیش کئے جاتے ہیں، غرض یہ کہ یہ ایک یادگار تقریب ہوتی ہے جسے ہر سال گزشتہ سالوں کے مقابلے میں خوب صورت اور ہر اثر بنانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، ہندوستان کے آئین کی بنیاد انصاف اور مساوات پر قائم ہے اس کے ابتدائیہ میں کہا گیا ہے کہ اس آئین کی رو سے ہندوستان خود کو آزادی، سماج واری اور جمہوری ملک قرار دیتا ہے، اس کے ذریعے تمام شہریوں کے لیے معاشی، سماجی اور سیاسی انصاف بروئے کار لا جائے گا، اظہار خیال کی آزادی، عقیدہ، مذہب اور عبادت کی آزادی، دی جای ے گی موقع اور معیار میں مساوات قائم کی جائے گی، انفرادی تشخص اور احترام کو یقینی بنایا جائے گا اور ملک کی سالمیت اور یک جہتی کو باقی رکھا جاوے گا، لیکن افسوس صد افسوس اس دستور کو بدل دیا گیا اور اسکی ایک مثال شاہ بانو کیس ہے کہ جب ملک کی اعلاترین عدالت کا ایک فیصلہ پارلمنٹ کے ذریعے تبدیل کر دیا گیا تھا، اس وقت راجیو گاندھی ملک کے وزیر اعظم تھے مگر مسلمانوں کو اس تبدیلی کی بڑی قیمت چکانی پڑی تھی ایک طرف راجیو گاندھی نے پارلمنٹ کے ذریعے عدالتی فیصلہ کو لعدم قرار کروایا دوسری طرف ناراض ہندوؤں کو خوش کرنے کی خاطر باری مسجد کا تالہ کھلوا دیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت تو کانگریس برسر اقتدار آگئی مگر بعد میں بی جے پی کو باری مسجد پر اپنی سیاست چمکانے کا موقع مل گیا۔ آج بی جے پی جو کچھ بھی ہے وہ بابری مسجد کی وجہ سے ہے

اسمیں شک نہیں کہ ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے، جمہوریت کا مطلب اگر الیکشن ہے تو واقعی اس ملک کا کوئی ثانی نہیں اس ملک کے کروڑوں لوگ ووٹ کی طاقت سے لیس ہیں، اور وہ اپنی اس طاقت کے ذریعے کسی بھی سیاسی پارٹی کو فتح وشکست سے ہمکنار کر سکتے ہیں، لیکن الیکشن سے ہٹ کر دیکھیں تو اس ملک میں اب جمہوریت کا لفظ بے معنی سا نظر آنے لگا ہے ہمارے بزرگوں نے آزادی سے جمہوریت تک کا مشکل بھر سفر اس لیے کیا تھا کہ اس ملک میں امن وسکون ہوگا، کسی کے ساتھ تفریق نہیں برتی جائے گی، ہر شخص کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں گے، مذہب کے نام پر قتل وغارت گری اور خون ریزی نہیں ہوگی، کسان، مزدور، ہنرمند سب کو خوش حال ہوں گے، ہر بچے کو تعلیم کا حق حاصل ہوگا، عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیے جائیں گے، ان کو عزت واحترام اور تحفظ دیا جائے گا،

دل پر ہاتھ رکھ کر بتلائیے کہ ان میں سے کیا چیز ہمیں حاصل ہے، مساوات، ترقی، امن وسکون، خوش حالی تعلیم، روزگار، عزت واحترام، تحفظ؟

آئین ہمیں کیا حقوق دیتا ہے

بقلم: محمد سلیم اعظمی

بنیادی حقوق ریاستی پالیسی کے رہنما اصول اور بنیادی فرائض آئین ہند کی دفعات ہیں جن میں بھارت کے شہریوں کے تئیں ریاست کی ذمہ داریوں اور ریاست کے تئیں شہریوں کے فرائض بیان

کیے گئے ہیں، ان دفعات میں سرکاری پالیسی سازیا اور شہریوں کے ضابطہ اور رویے کے سلسلے میں آئینی حقوق کا ایک بل شامل ہے، یہ دفعات آئین کے ضروری عناصر سمجھے جاتے ہیں جنھیں بھارت کی آئین ساز اسمبلی کی جانب سے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۹ء کے درمیان میں تیار کیا گیا تھا، بنیادی حقوق کو تمام شہریوں کے بنیادی انسانی حق کے طور پر بیان کیا گیا ہے آئین کے حصہ سوم میں وضاحت کے ساتھ درج ہے کہ یہ حقوق نسل، جائے پیدائش، ذات عقیدہ یا جنسی امتیاز سے قطع نظر ہر شہری پر نافذ اور مخصوص پابندیوں کی تابع عدالتوں کی طرف سے قابل نفاذ ہیں، ریاستی پالیسی کے رہنما اصول حکومتوں کی جانب سے قانون سازی کی ہدایات پر مشتمل ہیں، آئین ہند کے حصہ چہارم میں مذکورہ اصول عدالتوں کی جانب سے قابل نفاذ نہیں ہیں، لیکن جن اصولوں پر یہ مبنی ہیں وہ حکومت کے لئے بنیادی ہدایات کا درجہ رکھتے ہیں، اور انکے متعلق امید ظاہر کی گئی ہے کہ ریاستی قانون سازی اور منظوری میں ان پر عمل کیا جائےگا۔

۱۹۲۵ء میں اینی بیسینٹ کی جانب سے تیار کردہ ہندوستان کے دولت مشترکہ بل میں سات بنیادی حقوق کا خاص طور پر مطالبہ کیا گیا تھا، انفرادی آزادی، ضمیر کی آزادی، اظہار رائے کی آزادی، اجتماع کی آزادی، جنسی بنیاد پر عدم تفریق، بنیادی تعلیم اور عوامی مقامات کے استعمال کی آزادی، ۱۹۲۷ء میں کانگریس نے ظلم وستم پر نگرانی رکھنے والے حقوق کے اعلامیہ کی بنیاد پر ہندوستان کے آئین سوراج کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کی شفارش کی، ۱۹۲۸ء میں موتی لال نہرو کی قیادت میں (۱۱) رکنی کمیٹی کا قیام عمل میں آیا، کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تمام ہندوستانیوں کے بنیادی حقوق کی ضمانت سمیت متعدد سفارشات پیش کیں، یہ سفارش کردہ بنیادی حقوق امریکی آئین اور جنگ عظیم کے بعد یورپی ممالک کے اختیار کردہ حقوق سے مشابہ تھے، چنانچہ ان میں سے بہت سے حقوق ۱۹۲۵ء کے بل ر، کے زریعہ اختیار کر لئے گئے۔ بعدازاں ان میں سے متعدد دفعات کو بنیادی حقوق اور رہنما اصولوں سمیت آئین ہند کے مختلف حصوں میں جوں کا توں شامل کر لیا گیا،

۱۹۳۱ء میں انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے کراچی اجلاس میں استحصال کے خاتمہ، سماجی تحفظ کی فراہمی اور اصلاحات زمین کے نفاذ جیسے مقاصد پر مشتمل اعلان کے ساتھ خود شہری حقوق اور اقتصادی آزادی کی حفاظت کے تئیں وقف کرنے کی ایک قرارداد منظور کی، اس قرارداد میں دیگر نئے مجوزہ حقوق میں ریاستی ملکیت کی ممانعت حق رائے دہی، سزائے موت کے خاتمے، اور آمد ورفت کی آزادی جیسے حقوق شامل تھے۔ جواہر لال نہرو کی جانب سے تیار کردہ قرارداد کے اس مسودے میں جو بعد میں بہت سے رہنما اصولوں کی بنیاد بنا، سماجی اصلاح کے نفاذ کی بنیادی ذمہ داری ریاست پر ڈالی گئی اور اسی کے ساتھ تحریک آزادی پر اشتراکیت اور گاندھی فلسفہ کے اثرات پڑنے لگے تحریک آزادی کے آخری مرحلہ میں ۱۹۳۰ء کی دہائی کے اشتراکی، اصولوں کی تکرار نظر آتی ہے اور اسکے ساتھ ہی توجہ کا اصل مرکز اقلیتی حقوق، جو اس وقت تک ایک بڑا سیاسی مسئلہ بن چکا تھا، ۱۹۴۵ء میں سپرو رپورٹ میں پیش کیا گیا، اس رپورٹ میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر زور دینے کے علاوہ قانون ادارہ، حکومت اور عدالتوں کے لئے معیار اخلاق کا تعین کرنے کی بھی کوشش کی گئی تھی۔

क्या हिंदुस्तान की जम्हूरियत को ख़तरा है

लेखक असद खान

जम्हूरियत एक ऐसे तर्ज़ अमल को कहते हैं जिसमें अवाम की हुकूमत हो और अवाम इस तर्ज़ हुकूमत में बिना किसी डर के मुकम्मल आज़ादी मज़हब की तफरीक़ के आज़ादी से ज़िन्दगी बसर करें और अवाम को इस हुकूमत में अपनी शरीयत पे अमल करने की मुकम्मल इजाज़त हो

हमारे मुल्क हिंदुस्तान एक जम्हूरी मुल्क है 26 जनवरी 1950 को हमारे मुल्क में संविधान बना और हमारा मुल्क एक खुदमुख़्तार मुल्क और मुकम्मल तौर पे रिपब्लिकन यूनिट बन गया और उसी दिन बाज़ाब्ता मुल्क के नए दस्तूर के तौर पे लागू किया गया जो हर एतबार से बहोत ही शानदार और बेहतरीन दस्तूर है जिसमें सात हुक़ूक़ बतौर ख़ास ज़िक्र हैं

(१) अधिकार समिकरण (2) स्वतंत्रता का अधिकार (3) सुरक्षा का अधिकार (४) शैक्षिक और संस्कृतिक अधिकार

(५) उचित अधिकार (6) मैन्यु अल मामलों का संरक्षण अधिकार (7) मज़हबी आज़ादी का हक़ इसमें समाजी आर्थिक और सियासी तमाम अधिकार शामिल हैं

लेकिन अफसोस कि मौजूदा वक़्त में मुल्क की सूरत हाल अतिवादी नशे में धुत है मुल्क की समाजी व सियासी सूरत हाल दिन ब दिन ख़तरनाक होती चली जा रही है हिन्दू तंज़ीमें और शक्तिशाली सांप्रदायिक ताक़तें हमारे मुल्क के लोगों के बीच तरक़्क़ी पसन्द लोकतांत्रिक ख़यालात को नुकसान पहुँचा रहे हैं मुल्क कई तब्दीली और संकट से गुज़र रहा है सांप्रदायिक नफरत और गाय की हिफाज़त के नाम पे मुल्क के अनेक हिस्सों में मुसलमानों पर लगातार हमले हो रहे हैं फाशिस्ट ताकतें अब सिविल कोड के नाम पर फिरकावाराना झगड़ पैदा करने के लिए नई नई चालें चल रही हैं देश में कानून की हुकुमरानी नही बल्कि गुंडागर्दी और पेशावर मुजरिमाना ज़हीनत रखने वाले क़ानून को हाथ में लेकर मज़हब के नाम पर ख़ौफ और तशद्दुद का माहौल पैदा कर रहे हैं देश को उसके सेक्युलरिज्म और जम्हूरियत की राह और डगर से हटा कर हिंदुराष्ट्र का ख्वाब देखा जा रहा है मुसलमानों को कमज़ोर करने की साज़िश रची जा रही है लव जिहाद जैसे अनुचित कंवेंशन्स को पैदा करके उसके घर में मुसलमानों को लाकर मारा पीटा जाता और मौत के घाट उतार दिया जाता है इसी तरह तीन तलाक़ जो ख़ालिस मज़हबी मामला है हुकूमत उसके खिलाफ बिल लेकर आ गयी जो कि हिंदुस्तानी आईन में दफा 25 के तहत दी गयी मज़हबी आज़ादी के खिलाफ है हालांकि अगर देखा जाए तो मौजूदा हुकूमत के लिए हिंदुस्तान में बेरोजगारी महँगाई तालीमी कमज़ोरी और आर्थिक संकट जैसे एहम मसायल का हल उससे कहीं ज़्यादा ज़रूरी है

इसी तरह हिन्दुस्तान के बटवारे का जिम्मेदार पूरी तरह से मुसलमानों को माना जाता है मौजूद वक़्त में सियासी लीडर महज़ अपनी रोटी बोटी तक रह गए हैं

[3 29 PM, 1/23/2019] Asad A Khan जिनको मुल्क की सुरत हाल से कुछ लेना देना नही है जम्हूरियत को सबसे ज़्यादा नुकसान अगर किसी चीज़ ने पहुंचाया है तो वो है ज़ाती मफाद की सियासत, मज़हब के नाम पे लोगों को लड़ाया जा रहा है और मौजूदा कुछ सालों में आपने ध्यान दिया होगा तो आपको एहसास होगा मुल्क में सिर्फ हिन्दू मुस्लिम की राजनीति की जा रही है और लोकतंत्र को नुकसान पहुंचाया जा रहा है और जिस तरह से कुछ फिरकापरस्त लोग इसकी तरफ तवज्जो की और ऐसी ख़तरनाक तंज़ीम को बढ़ावा दिया उसका ख़ामियाज़ा आज जम्हूरियत को भुगतना पड़ रहा है

मौजूदा हुकूमत ने अपना 5 साल पूरा कर लिया है और कुछ ही माह में चुनावी बिगुल बजने वाले हैं उन पांच साल में जिन लोगों ने ज़ुल्म व सितम की स्याह रात काटी है उन्हें चाहिये कि अब आगे बेदारी का सुबूत दें और ऐसी हुकूमत को इक़्तेदार में लाएं जो मज़हब और जात पात से हट कर खालिस जम्हूरियत की सियासत करे

हिन्दुस्तानी कानून की इस खूबी से सभी वाक़िफ है कि ये मुल्क हर शहरी को अपनी बात कहने और अपनी बात रखने का पूरा पूरा हक़ है और बिलातफरीक़ मज़हब ओ मिल्लत इस बात की आज़ादी देता है कि वो अपने मज़हब पर अमल पैरा हूँ उसकी तब्लीग और नशर ओ अशाअत भी करेंगे लेकिन गुज़िश्ता कुछ सालों में जिस तरह से जम्हूरियत का मज़ाक बनाया गया है वो हर नाकिस के सामने है और अगर कोई अपनी बात रखना चाहे तो उसको हमेशा के लिए खामोश कर दिया जाता है जो कि जम्हूरियत के सरासर खिलाफ है आज न किसी को अपने मज़हब पर अमल करने की इजाज़त है न शरीयत पे अमल करने का मामला यहां तक है कि न चैन से जीने की इजाज़त है ना चैन से मरने की तो आपही बताइये की क्या हिंदुस्तान की जम्हूरियत को खतरा नही है

یوم جمہوریہ کیا ھے

بقلم: امان اللہ اصفہانی

یوم جمہوریت بھارت کا ایک دن ہے جسے ملک بھر میں منایا جاتا ہے اس دن کی اہمیت یہ ہے کہ حکومت ہند برطانوی ایکٹ جو ۱۹۳۵ء سے نافذ تھا منسوخ کر کے اس دن دستور ہند کا نفاذ عمل میں آیا اور دستور ہند کی عمل آوری ہوئی۔ دستور ساز اسمبلی نے دستور ہند کو ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء کو اخذ کیا اور ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو تنفیذ کی اجازت دے دی۔ دستور ہند کی تنفیذ سے بھارت میں جمہوری طرز حکومت کا آغاز ہوا۔ اس نظریہ اکثرت پرستی کے سب سے بڑے دشمن خود اس نظام کے سرپرست ہیں اور پانچ ممالک کے لیے VETO Power کا حق محفوظ کر کے انہوں نے جمہوریت کو آمریت اور غیر جمہوریت بنا دیا یہ کسی اکثریت کی حکمرانی ہے کہ اقوام متحدہ میں شامل ۱۸۸ ممالک کے ۲۔۵ ارب انسانوں پر ۵ ممالک کے ۲ ارب انسان بزور قوت حکومت جمائے بیٹھے ہیں۔ بعض دفعہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ گمراہی بصیرت سے محروم اور مغرب سے مرعوب زدہ لوگ اسلام میں اپنے تئیں جدت لانے اور اسے نام نہاد دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ قرار دینے کی غرض سے یا تو جموریت کو درست نظام سمجھ کر اپنانے اور نافذ کرنے کیلیے اپنی جانیں کھپاتیں ہیں یا اس کی دین اسلام کے ساتھ مطابقت قائم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور یا اسے اپنانے کو مجبوری قرار دینے کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء تک آتے آتے لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہوا جرم کی حد پار ہوگئی سیکڑوں لوگوں کو بلا وجہ بغیر کسی ثبوت کے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ انہیں عدالت تک پہنچنے نہیں دیا گیا۔ اب چھوٹے چھوٹے راجا اور نوابوں کی باری آئی ان کو پنشن کا لالچ دے کر آپس میں لڑوایا۔ سارے ہندوستان میں کھلبلی مچ گئی لوگوں میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی تمام لیڈران نے ایک جگہ متحد ہو کر کانگریس کے نام سے ایک تنظیم بنائی جگہ جگہ کل ہند کانگریس کمیٹی کے جلسے ہونے لگے ۱۹۲۹ء کو لاہور میں بھی ملک کے بڑے بڑے نیتاؤں اور دیش بھکتوں نے ۲۶ جنوری کو یہ تجویز پاس کی اور مل جل کر یہ قسم کھائی کہ انگریزوں کو اس ملک سے کسی بھی طرح بھگانا ہے اور یہ عمل ہم اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک ملک پوری طرح آزاد نہیں ہو جاتا۔ تبھی سے ہر سال بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس تاریخ کو جگہ جگہ لوگوں کو اس تحریک میں شامل ہونے کو کہا گیا چند خفیہ میٹنگیں بھی ہونے لگیں۔ حکومت انگریزوں کی تھی ہر سال جب ۲۶ جنوری کو لوگ متحد ہونے لگے جگہ جگہ بغاوتیں ہونے لگیں تو انگریز افسران گھبرا گئے انہوں نے خوب سختی کی کافی لوگ شہید ہوئے جیلوں میں بند کیے گئے اور ان پر ظلم کی حد ختم کر دی گئی انگریزی فوجوں نے اسے دبانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی آخر کار ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو انہوں نے ہندوستان چھوڑ دیا۔ ۲۶ جنوری ایک نہ بھلانے والی تاریخ ہے اس تاریخ کو ہمیں برسوں کی ذہنی غلامی سے نکلنے کے بعد کھلی ہوا میں جینے کا احساس ہوتا ہے آج کے دن ان سور ماؤں کو یاد کرنا چاہیے ان کے تذکرے کو عام کرنا چاہیے جن کی قربانی کی وجہ سے یہ ملک آزاد ہوا ہے۔ بھارت میں عوامی تعطیلات کی اہم اور لازمی تین تعطیلات میں سے ایک یوم جمہوریہ ہے۔

ہندوستان کو آزاد کرانے میں جدوجہد کی ضرورت کیوں پڑی

بقلم: آفتاب احمد

ہمارا ملک ہندستان اپنے اندر بہت ساری چیزیں سمیٹی ہوئی ہے مختلف تہذیبوں کا گہوارہ ہمارا یہ ہندوستان جنت نما ہے جسکی گود میں گنگا جمنا کی روانی ہے کوسی اور ستلج کی جوانی ہے لال قلعہ اور جامع مسجد کی مضبوطی و پاکیزگی ہے ہمارے ہندوستان کے اندر من موہن جھیل اور اونچے اونچے پہاڑ ہیں تاج محل کی خوبصورتی ہے نیز مختلف مذہب و ملت دین ودھرم کے ماننے والے ہیں کوئی ایک خدا اور پیغمبر کی عبادت کرتا ہے تو کوئی سینکڑوں دیوی دیوتاؤں کے آگے سر جھکاتا ہے کوئی پتھر کو پوجتا ہے تو درختوں کو مانتا ہے غرضیکہ ہمارے ہندوستان میں ہر مذہب وملت کے ماننے والے لوگ موجود ہیں کوئی گئو ماتا کہہ کر گائے کو بھگوان کا درجہ دیتا ہے، اسی طرح سے دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں سے ہمارا ملک ہندوستان بھی ہے ہمارا ملک وہ ملک ہے جسکو کبھی آریہ دت کا لقب دیا گیا تو کبھی نام سے پکارا گیا کبھی بھارت سے موسوم کیا گیا تو کبھی ہندوستان کا نام دیا گیا ہمارا ملک ہندوستان اپنی آغوش میں ایسی چیزیں لیے ہوئے ہیکہ پوری دنیا اس بات پر فخر کرتی ہے کہ اس کے سینے میں تاج محل کی عظمت پوشیدہ ہے شاہ جہاں کی جامع مسجد وغیرہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں دو دن انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ایک ۱۵ اگست جس میں ملک انگریزوں کے چنگل سے آزاد ہوا دوسرا ۲۶ جنوری جس میں ملک ہندوستان جمہوری ہوا یعنی اپنا قانون بنانے کے لیے ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی صدارت میں ۲۹ اگست ۱۹۴۷ء کو سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جسکو ملک کا موجودہ دستور و قانون مرتب کرنے میں دو سال گیارہ ماہ اور اٹھارہ دن لگے دستور ساز اسمبلی کے مختلف اجلاس میں اس نئے دستور کے ہر ایک جز پر کھلی بحث ہوئی اور ہر ممکنہ کمی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی اس کے بعد ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء کو باہمی رضامندی سے اسے قبول کر لیا گیا اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۰ء کو ایک مختصر اجلاس میں تمام ارکان نے نئے دستور ہند پر دستخط کر دیا البتہ مولانا حسرت موہانی نے اسکی مخالفت کی اور مخالفت کرتے ہوئے دستور کے ڈرافٹ پر ایک نوٹ بھی لکھا کہ یہ دستور برطانوی دستور کا ہی اجراء اور توسیع ہے جس سے آزاد ہندوستان کا مقصد پورا نہیں ہوتا ہے بہر حال اس وقت اس بات سے صرف نظر کی جمہوریت اور اسلامی طرز حکومت کن کن کمیوں اور اچھائیوں کو اپنے اندر سموئے ہے بات کو صرف جمہوریت اور اسکے ارد گرد ہی سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں بہر حال ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو اس نئے قانون کو نافذ کر کے پہلا یوم جمہوریہ منایا گیا اس طرح ہر سال ۲۶ جنوری یوم جمہوریہ کے دن کے طور پر پورے جوش وخروش کے ساتھ منایا جانے لگا یوم جمہوریہ کا وجود ۱۹۴۷ء کے وجود سے ہے اور ۱۹۴۷ء کا وجود مرہون منت ہے اس پوری ایک تاریخ کا جس کے چپہ چپہ پر ہمارے اپنوں کی قربانیاں پر پھیلائے ہوئے ہے جسکی ایک ایک تحریر ہمارے بزرگوں کے خون جگر سے عبارت ہے ہندوستان جمہوری نظام کا ایک بہترین نظام ہے اسمیں مختلف افکار و خیالات اور تہذیب و تمدن کے لوگ بستے ہیں اور یہی تنوع اور رنگارنگی یہاں کی پہچان ہے ۲۶ جنوری کو ایسی ساری دستور و آئین کی تائید میں اور کثیر المذاہب کے باوجود باہمی یکجہتی اور میل جول کے اس عظیم ملک ہندوستان کی جمہوریت پر ناز کرنے کے لیے جشن جمہوریت اور یوم جمہوریت منا کر شہیدان ملک اور آئین کے جانباز سپاہی کو بہترین خراج عقیدت پیش کی جاتی ہے لیکن جشن جمہوریت کی یہ بہار یونہی نہیں آئی ہے ہندوستان میں جمہوری نظام لانے اور انگریزی تسلط ختم کرنے کی جدوجہد بڑی طویل ہے ایک بات اور جو قابل غور ہے وہ یہ ہیکہ جمہوریت پر اس نظام حکومت کو مسترد کرتی ہے جو اپنی اساسی بنیادوں سے ہٹی ہوئی ہے (جی ہاں) ۱۴۹۸ء میں واسکوڈی گاما کی قیادت میں پرتگال (یورپ) کے ملاحوں نے پہلی مرتبہ ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھا اور ساحلی مقام کالی کٹ میں اپنی تجارتی سرگرمیوں کا آغاز کیا پھر اسی بہانے پرتگیزیوں نے جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں پر قدم جمانے شروع کر دیے، بحر ہند میں قزاقی اور لوٹ مار کا وہ بازار گرم کیا کہ بحری سفر پر خطر بن گیا جس علاقے میں انہیں اقتدار حاصل ہوا وہاں انہوں نے لوگوں کو جبرا عیسائی بنالیا پادریوں کے نام نہاد دار القضاء جابجا قائم کئے جو اپنے مخالفوں کیلئے بدترین اور دہشت ناک سزائیں تجویز کرتے تھے بہر حال پرتگیزوں کی دیکھا دیکھی یورپ کے دیگر ممالک بھی حرص طمع سے مغلوب ہو کر دولت سمیٹنے کے لیے سونے کی چڑیا کہے جانے والے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ انگلستان کے ۱۰۱ تاجروں نے تیس ہزار پونڈ کا سرمایہ جمع کر کے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے ایک کمپنی بنائی اور ۱۶۰۱ء میں اسکے جہاز پہلی مرتبہ ہندوستان روانہ کئے گئے سب سے پہلے انہوں نے اپنا بڑا مرکز بنگال کو بنایا سے ہندوستان میں انگریزوں کی آمد شروع ہوئی اور تجارت کی آڑ میں وہ اپنی فوجی طاقت بھی رفتہ رفتہ ہندوستان منتقل کرتے رہے اس دوران یہ لوگ شاہان مغلیہ کے دربار میں بھی جا پہنچے اور اپنے کو محض تاجر ظاہر کر کے بادشاہ سے پروانہ امن حاصل کیا اور رفتہ رفتہ اپنے پاؤں مضبوط کرتے رہے اس دور میں کمپنی کے ارباب حل وعقد نے بنگال کی ہنر مندی اور آبادی پر جو مظالم ڈھائے ہیں پھر بتدریج آہستہ آہستہ کمپنی کی حکومت کا دائرہ بڑھتا رہا اگر امراء اور نواب اپنی آپسی چپقلش کی بناء پر ایسٹ انڈیا کمپنی سے مصالحت پر مجبور ہو گئے اور آخر میں صرف ایک بہادر اور نڈر جرنیل سلطان ٹیپو شہید رہ گیا تھا مگر وہ بھی جب ۱۷۹۹ء میں انگریز کے مقابلے میں یہ کہتے ہوئے شہید ہو گیا کہ شیر کی زندگی کا ایک لمحہ گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے بہتر ہے تو انگریز فوج کے کمانڈو لارڈ ھارس نے سلطان شہید کی لاش کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہا تھا کہ آج سے ہندوستان ہمارا ہے چنانچہ آج کے اس دور حکومت میں بی جے پی سرکار نے کبھی مسلمانوں کو بابری مسجد اور کبھی طلاق ثلاثہ کے مدعی کو لے کر ابھارنے کی کوشش کی جب جب الیکشن قریب آتا ہے تو مسلمانوں کے معاشرتی مسائل اور کیاں سول کوڈ نافذ کرنے کی کوشش کرتی ہے یہ تو ووٹ لینے کا بہانہ ہے حکومت کو کبھی گائے اور کبھی مسلمانوں کو دہشت گرد کے نام سے پریشان کیا جاتا ہے ان چاپلوس اور فسطائی حکومت کو معلوم نہیں ہیکہ ہندوستان کو آزاد کرانے میں ہمارے علماء کرام اور مسلمان بھائی کی کوشش اور جدوجہد ہے اور ان کو معلوم نہیں ہیکہ حکومت بنانے اور گرانے میں مسلمانوں کا اہم رول ہے مسلمان اگر ووٹ نہ دیں تو حکومت سرکار نہیں بنا سکتی ہے اور اگر ووٹ دیں تو حکومت سرکار بنانے میں کامیاب ہو جائیگی بہر حال یہ فسطائی حکومت اور عیسائی حکومت کا اب خاتمہ ہونے والا ہے (ان شاء اللہ) مسلمان اگر متحد ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت بھی مسلمانوں کو زیر نگیں نہیں کر سکتی اللہ کا حکم اور نبی کا پاک کا فرمان ہر وقت اپنے سامنے رکھکر انکی اتباع اور پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالی ہم سب کو ان چند باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین ۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں۔ ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے۔

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

۲۶ جنوری ایک قومی دن

بقلم : محمد ذکی اعظمی

یوم جمہوریہ بھارت کیا ایک قومی تعطیل ہے جسے ملک بھر میں منایا جاتا ہے اس دن کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ بھارت ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا اسکے پس منظر میں بھارت کی تحریک آزادی رہی اور انڈین نیشنل کانگریس کا رول خاص موثر رہا ہے جو ایک پارلیمانی دفعہ تھا اسکے تحت برطانیہ سے آزادی حاصل کی یہ ہی ایک ملک نہیں بلکہ برطانیہ کے زیر اقتدار کئی ممالک تھے جو متفرق تاریخوں میں آزاد ہوئے لیکن ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک ہندوستان آزاد ہوا اس دن کی اہمیت یہ بھی ہے حکومت ہند ایکٹ جو ۱۹۳۵ء سے نافذ تھا اسکو منسوخ کر کے ۲۶/ جنوری کو دستور ہند کا نفاذ عمل میں آیا اور دستور ہند کی عمل آوری ہوئی دستور ساز اسمبلی نے دستور ہند کو ۲۶/ نومبر ۱۹۴۹ء کو اخذ کیا اور ۲۶/ جنوری ۱۹۵۰ء کو تنفید کی اجازت دے دی دستور ہند کی تنفیذ سے بھارت میں جمہوری طرز حکومت کا آغاز ہوا جسکی وجہ سے ملک بھر میں ہر ریاست، ضلع یہاں تک کہ اسکول اور مدارس میں بھی یوم جمہوریہ کی تقریبات منائی جاتی ہے ملک کے باہر بھی، وہ ممالک اور مقامات جہاں بھارتی عوام رہتے ہیں یہ تقریبات منائی جاتی ہیں اسکولوں، مذہبی مدارس اور تعلیم گاہوں کو خوب مذین کیا جاتا ہے طلبہ کے لیے عید جیسا موقع ہوتا ہے یوم جمہوریہ کے آنے سے ایک ہفتہ پہلے اسکی تیاری میں تن من دھن ہو جاتے ہیں یہاں تک کی مقابلے بھی رکھے جاتے ہیں خواہ یہ مقابلے کھیل کے میدان میں ہوں یا پھر ادبی اور سائنسی جیتنے والے طلبہ کو انعامات واسناد دیے جاتے ہیں پرچم کشائی کی جاتی ہے اور اس کو سلامی دی جاتی ہے مٹھائیاں تقسیم ،تقاریر انعامات پھر ثقافتی پروگرام وغیرہ کا انعقاد ہوتا ہے ہماری ان خوشیوں میں وہ شخصیات بھی شامل جنہوں نے اپنے اموال اور اولاد کو قربان کر دیا اپنے ہند کی محبت میں اور یہ ہی نہیں بلکہ ہندوستان کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد بھی کرا لیا ان کا یہ حوصلہ جذبہ وشجاعت آنے والی نسلوں کے لیے بھی مجدر بن کر رہے گی۔

۲۶ جنوری کیوں منایا جاتا ہے

بقلم: ابوالفیض راجہ پور سکرور

ہندوستان ۱۵ اگست ۱۹۴۷ کو علماء ہند اور ہم وطنوں کی کوششوں سے انگریزوں کے ناپاک چنگل سے آزاد ہوا تھا ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ کو ہندوستان کا آئین جسے خود ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے اپنے ہاتھ سے تشکیل دی اسکا نفاذ ہوا ہندوستان کے آئین کو بنانے میں تقریباً ۳ سال لگے ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ کو ہندوستان ایک خودمختار ملک بن گیا اور اس دن برتانوی ایکٹ منسوخ کیا گیا جو ۱۹۳۵ سے نافذ تھا

ہندوستان کے آئین کی بنیاد انصاف پر قائم ہے ہندوستان کے آئین میں کہا گیا کہ ہر شہری کو آزادی رائے حاصل ہے ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا پورا حق ہے ذات برادری کے نام پر کسی شہری کے حقوق نہیں مارے جائیں گے بلکہ ہر شہری کو اسکا پورا حق دیا جائے گا لیکن کیا آج ملک ہندوستان میں ہر شہری کو برابر سمجھا جاتا ہے کیا ہر شہری کے حقوق دیے جاتے ہیں آج ملک میں مسلمان اور اقلیت کے ساتھ کیا سلوک کیا جارہا ہے آج ان کو ہر طرح سے ظلم کی چکی میں پیسا جارہا ہے کبھی گائے کے نام پر تو کبھی لو جہاد کے نام پر کبھی کسی اور مسائل پر مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کی جارہی ہے مسلمانوں کو نماز پڑھنے پر پابندی لگائی جارہی ہے کیا یہی جمہوریت ہے کیا ۱۹۵۰ میں یہی قانون نافذ ہوا تھا ہم ہندوستانی حکومت اور ہندوستانی عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ آئین کو پڑھیں اور آئین کے مطابق لوگوں کے حقوق دیں بہر حال ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ ہمارے کو ہمارے ملک میں آئین کا نفاذ کیا گیا تھا اسلئے ۲۶ جنوری قومی دن کو طور پر منایا جاتا ہے ہندوستانی عوام کو ۲۶ جنوری کو تقریبات کا انعقاد کرنا چاہیئے اور لوگوں کو جمہوریت کے بارے میں بتانا چاہیئے۔

شائع کردہ: بزم شبلی طلبہ قاسمی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ مین روڈ سرائے میر اعظم گڈھ

یوم جمہوریہ

بقلم: سمیع اللہ اعظمی

۱۵ راگست ۱۹۴۷ کو ہمارا ملک ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے ایک لمبی جدوجہد کو عبور کرتے ہوئے اور مشکلات سے جنگ کرتے ہوئے ہمارا ملک آزاد ہوگیا ملک کی آزادی کیلئے علماء اکرام نے اپنے خونوں کی ندیاں بہادیں تحریکیں چلائیں جیلوں میں بند رہے پھانسی کے پھندوں پر لٹکے انکے گھر کو انکا مقبرہ بنادیا گیا حتی کہ لوگوں نے اپنے جان کو دینا گوارہ سمجھا مگر ملک کو غلام رہنا پسند نہیں کیا انہیں حضرات کی قربانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز اس ملک کو چھوڑ کر چلے گئے ہمارا ملک آزاد تو ہوگیا مگر سونے کی چڑیا نہیں رہا۔

آزادی کے بعد ملک کی تاریخ میں وہ ہولناک فسادات رونما ہوئے کہ تاریخ میں اس کی مثل نہیں ملتی بالآخر جاتے جاتے انگریزوں نے اس ملک کو بانٹ دیا ہندوستان کے مسلمان اپنا وطن چھوڑ کر پاکستان جانے لگے مگر وطن سے محبت کرنے والوں کی ایک لمبی تعداد جو اس ملک کو چھوڑ کر کہیں نہیں گئی۔

وطن کی سرزمیں پہ دم وفاداری کا بھرنا ہے یہیں پیدا ہوئے ہیں ہم یہیں پہ ہم کو مرنا ہے

رفتہ رفتہ ملک کے حالات بہتر ہوگئے اور ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ کی وہ گھڑی آگئی جب ہمارے ملک کے دستور کو سیکولر دستور بنایا گیا ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ کو ڈاکٹر امبیڈکر کی سربراہی میں ڈاکٹر امبیڈکر کی سربراہی میں ملک کے تمام باشندوں اور ان کے مختلف مذاہب وزبانوں وغیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے بنایا گیا دستور ساز کمیٹی میں پورے ملک سے ۲۹۹ منتخب نمائندے تھے اور اس دستور کے مسودے کو ترتیب دلانے کے لیے ۱۷ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تھی ملک کا دستور یہاں کے ہر شہری کو بلا تفریق مذہب وملت آزاد زندگی گزارنے کا حق دیتا ہے قانون کی رو سے ۱۹۵۲ء میں ملک کا پہلا انتخاب ہوا